بات یہ ہے کہ ایسا کرنا حرام ہے۔ کیونکہ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿فَجَعَلْنٰهُ فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۝ اِلٰی قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝﴾ [المرسلات ۲۱ ۲۲] "پس ہم نے اسے محفوظ ٹھکانے میں رکھ دیا۔ ایک مقررہ مدت تک۔" لہٰذا بلا عذرِ شرعی اس "محفوظ ٹھکانے" پر دست اندازی کرنا کیسے جائز ہوگا؟

البتہ اگر حمل سے بیمار ماں کی بیماری بڑھنے کا یقینی خطرہ ہو، تو روح پھونکنے کی مدت (40 دن) سے قبل اس کا جواز ممکن ہے؛ کیونکہ انسانی زندگی کا تحفظ شریعت کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد ہے۔

[4]: حیاتِ انسانی میں "خون" کی بڑی اہمیت ہے۔ یہی انسان کی اصل ہے۔ اس لیے شریعت نے انسان کے "خون، مال اور آبرو" کی حفاظت لازم کی ہے۔ خون کے نکلنے سے آدمی مر جاتا ہے۔

[5]: مرض یا حادثے کی وجہ سے سقط ہونے کی صورت میں ساقط کی جسمانی کیفیت پر شرعی مسائل کا انحصار ہے:

(۱) اگر جما ہوا خون یا بے شکل لوتھڑا ہو، تو کسی خاص اہتمام کی ضرورت نہیں۔ اس کے ساتھ نکلنے والا خون استحاضہ کی طرح "دمِ فساد" ہے، جسے دھو کر نماز وغیرہ پڑھنا چاہیے۔

(۲) اس کی انسانی شکل ہو، تو اسے نام رکھنا، غسل دینا، کفن پہنانا، نماز جنازہ پڑھنا، دفن کرنا، اور عقیقہ کرنا چاہیے؛ کیونکہ یہ آدمی تھا، جس پر موت طاری ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ آنے والا خون نفاس ہے۔

[6]: جان پڑنے کے بعد جنین کو ضائع کرنا بہر حال حرام ہے، کیونکہ یہ قتلِ انسانی ہے۔

[7]: اللہ کا فضل ہے کہ انسان مقدر کی تحریر نہیں جانتا۔ لیکن اس پر یقین رکھنا ایمان کا رکن ہے۔

[8]: اللہ رب العزت نے ہمیں عقیدہ تقدیر کے بہانے "ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظرِ فردا" رہنے سے منع فرمایا ہے۔ نفع حاصل کرنے اور نقصان سے بچنے کی کوشش کا حکم فرمایا ہے۔

[9]: انسان کا مستقل ٹھکانا آخر کار "جنت" ہے یا "جہنم"۔ اس سے کسی کو مفر نہیں، لہٰذا جنت حاصل کرنے اور جہنم سے نجات پانے کی کوشش ہر عقل مند پر عقلاً و شرعاً لازم ہے۔

سیرتِ پاک قسط:3 (آخری)

سیرت نبی کریم ﷺ

عبدالوہاب خان

محرم ۹ھ: اسلامی ملک کے مختلف علاقوں کی جانب عاملین زکاۃ روانہ کیے گئے۔

عیینہ بن حصن نے بنی عنبر کے خلاف جہادی کارروائی کی۔

صفر: قطبہ بن عامر نے تبالہ میں جہاد کیا۔

ربیع الاول: ضحاک نے قرطاء میں مہم جوئی کی۔

ربیع الثانی: عکاشہ بن محصن نے جباب کی طرف کارروائی کی۔ حضرت علیؓ نے آل حاتم کے خلاف جہادی کارروائی کر کے ان کے معبودِ باطل "فلس" کو منہدم کر دیا۔ حاتم طائی کے بیٹے عدیؓ نے اسلام قبول کیا۔

فتح مکہ کی برکت سے عرب کے طول وعرض میں دین اسلام کی حقانیت کا خوب چرچا ہوا۔ ۷۰ سے زیادہ وفود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جنہوں نے اسلام قبول کیا، اطاعت پر بیعت کی اور دین کا علم حاصل کر کے اپنے اپنے علاقے کی طرف روانہ ہوئے۔ اسی لیے اس سال کو "عام الوفود" کے نام سے شہرت ملی۔

رجب: غزوہ تبوک پیش آیا۔ رسول اللہ ﷺ ۳۰،۰۰۰ مجاہدین کے ساتھ تیزی سے رومی سرحدی علاقے تبوک پہنچ گئے، وہاں ۲۰ دن قیام فرمایا۔ ان کی جرأت اور پرخلوص جذبے کو دیکھ کر رومیوں کو حملہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی اور مجاہدین امن وسلامتی کے ساتھ کامیاب لوٹ آئے۔

غزوہ تبوک کے سفر کے دوران سورۃ التوبہ نازل ہوئی، ایک صبح حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی۔ سفر سے واپسی پر منافقین کی سازش گاہ "مسجد ضرار" کو منہدم کر دیا گیا۔

حبشہ کے مسلمان مخضرم بادشاہ نجاشی اصحمہؓ نے وفات پائی اور رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو اطلاع دے کر غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھائی۔

شعبان میں حضرت عثمان کی اہلیہ ام کلثومؓ بنت رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول واصل جہنم ہوا۔